حضرت شاہ دانا ولی بریلوی قدس سرہ

عہد تغلق کے ایک مداری بزرگ

خوب واقف ہے میرے حال سے شاہ دانا
عرض حاجت تری درگاہ میں نادانی ہے

حضرت شاہ دانا بریلوی قدس سرہ کو خلیفۂ مدار کہا جاتا ہے، جب کہ بعض حضرات نے اس پر ڈنڈی مارنے کی کوشش کی ہے، ان کی تحقیق کا مدار اس پر ہے کہ حضرت شاہ دانا عہد اکبری [۱۶۰۵-۱۵۴۲] کے بزرگ ہیں، جن کے بابت مآثر الامرا میں درج ہے کہ انھوں نے سنبھل کے نواح میں اکبر کے خلاف خروج کیا تھا اور اسی دوران شہید ہوئے، یہ امر کچھ حضرات پر مشتبہ ہوا اور اسی پر تکیہ کرتے ہوئے حضرت شاہ دانا علیہ الرحمہ کے مزار اقدس سے قدیم کتبہ ہٹا کر نیا کتبہ نصب کر دیا گیا، پرانے کتبے میں آپ کا سال وصال ۷۳۱ھ مطابق ۱۳۳۰ء درج تھا جب کہ نئے تختے میں ۹۹۰ھ مطابق ۱۵۸۲ء تحریر ہے۔

اس نئے انکشاف کا سہرہ مؤلف تاریخ روہیل کھنڈ عبد العزیز عاصی بریلوی کے سر بندھتا ہے، جن کے متعلق ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب بریلوی لکھتے ہیں:

> تاریخ روہیل کھنڈ اور تاریخ بریلی کے مورخین نے آثار قدیمہ اور کتبات سے استفادہ نہیں کیا ہے، کتبات کبھی غلط اطلاع نہیں دیتے، تاریخ نویسی کے وقت ان سے استفادہ کرنا ضروری ہے“

(مقالہ ”بریلی کے کتبات“ مشمولہ معارف دسمبر ۱۹۹۵ء)

اب ہم اپنی تحریر کا مدار پروفیسر سید لطیف حسین ادیب مرحوم کی تحقیق پر رکھتے ہوئے اپنے ظرف کے مطابق کچھ عرض کرتے ہیں، پروفیسر لطیف حسین ادیب صاحب مرحوم بریلی کی تاریخ دانی کے حوالے سے ایک انقلابی شخصیت ہے، جس نے اس شہر کے خد و خال کی جستجو میں بڑا کلیدی کردار نبھایا ہے، میرے مطابق ہنوز کوئی ان کے مانند تاریخ بریلی پر ریسرچ ورک نہ کر سکا

ہے و فوق کل ذی علم علیم۔

اولاً تو یہ واضح کرنا مناسب ہے کہ تاریخ شناسی میں کتبات و قلمی نوشتہ جات بڑا اہم مقام رکھتے ہیں، ان کی اصل اہمیت ہر بامعنی محقق و مورخ بخوبی جانتا ہے، حضرت شاہ دانا علیہ الرحمہ کے مرقد شریف پر ایک موروثی کتبہ نصب تھا، جس سے حضرت شاہ دانا علیہ الرحمہ کا زمانہ آٹھویں صدی ہجری بعہد تغلق ثابت ہوتا ہے، لیکن اب اس کتبے کو تبدیل کر دیا گیا ہے مگر ایک انصاف داں محقق الاقدم فالاقدم کے تحت ہمیشہ پرانے کتبے کو ہی اولیت دے گا۔ محقق ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب صاحب نے بڑی جرأت کے ساتھ اس بات کا ردوابطال کیا ہے کہ حضرت شاہ دانا عہد اکبری کے بزرگ ہیں، آپ کی تحقیق عہد تغلق میں ان کا زمانہ متعین کرتی ہے، راقم نے حتی الوسع لطیف صاحب کی ساری تحریرات پڑھیں، جملہ نقوش اسی موقف کے ترجمان ہیں، آپ نے کتبہ اور ہشت پہلو گنبد کو اپنی تحقیق کا اصل موضوع بنایا ہے، چناں چہ اپنے ایک مضمون لکھتے ہیں:

> ”ہندوستان پر مسلمانوں کے عہد حکومت کے وقت تاریخ بریلی کے زمانی تسلسل میں مقبرہ شاہ دانا ولی ایک قدیم عمارت ہے حضرت شاہ دانا ولی کے حالات ہنوز تحقیق طلب ہیں، ان کا مقبرہ بریلی سے پیلی بھیت جانے والی پختہ سڑک کے مغربی کنارے پر شہر کہنہ میں واقع ہے، جہاں زائرین کا ہجوم لگا رہتا ہے، اس مقبرے کی مشرقی راہداری کے بالائی پتھر پر خط نستعلیق میں مندرجہ ذیل نوشتہ ملتا ہے:

۷۸۶

مزار اقدس قطب ولی

قبلہ حضرت شاہ دانا ولی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سید جلال الدین احمد عرف دانا میاں

تاریخ وصال ۱۳۱۷ھ

شاید یہ کتبہ کسی پرانے کتبے یا دستاویز سے نقل کیا گیا ہے، اس مقبرے میں دوسرا کتبہ کمرۂ قبر کے مشرقی دروازے کی چوکھٹ پر لگی ہوئی پیتل کی چادر پر کندہ کیا گیا ہے جس کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:

مزار اقدس سید جلال الدین احمد عرف شاہ دانا ولی

یہ کتبہ جدید اور تاریخ سے عاری ہے"

(مقالہ "بریلی کے کتبات" مشمولہ معارف نومبر ۱۹۹۵ء)

اس اقتباس سے اصل کتبے کا پتہ چلتا ہے نیز یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ یہ کتبہ ۱۹۹۵ء میں موجود تھا۔

آپ اپنے دوسرے مضمون میں صاحب تاریخ روہیل کھنڈ کے رد میں لکھتے ہیں:

"عبد العزیز خاں عاصی بریلوی نے تاریخ روہیل کھنڈ میں (ص:۳۱۹) شاہ نواز خاں کی مآثر الامرا کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ شاہ دانا نے عرب بہادر نیابت خاں کے ساتھ ۱۵۸۲ء میں اکبر کے خلاف خروج کیا تھا، ہمارے خیال میں کتبۂ مقبرۂ ہٰذا کے مطابق سید جلال الدین احمد عرف شاہ دانا کی وفات ۷۳۱ ہجری مطابق ۱۳۳۰ عیسوی بعہد تغلق شاہ(۱۳۲۵ تا ۱۳۵۱ء) ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ مقبرے کا طرز تعمیر بھی مغل طرز تعمیر سے پہلے کا ہے، **<u>یہ بات بھی بعید از قیاس معلوم ہوتی ہے کہ اورنگ زیب کے صوبیدار بریلی نے ایک ایسے مقبرہ کی مرمت یا تعمیر نو کرائی جس میں مدفون فرد نے اکبر کے خلاف خروج کیا تھا</u>**، لہٰذا معلوم یہی ہوتا ہے کہ عبد العزیز خاں عاصی بریلوی کو شاہ دانہ کی عرفیت میں یکسانیت سے التباس ہوا، مذکورہ بغاوت نواح سنبھل میں ہوئی تھی اور اس کو سنبھل کے فوجدار عین الملک مرزائی نے کچل دیا تھا، وہ شاہ دانا کوئی دیگر شخص تھا"

(مقالہ "بریلی کی تاریخی عمارتیں" مشمولہ معارف نومبر ۲۰۰۱ء)

مثنوی نگارستان عشق کی تقدیم [ص:٦٣] میں ہے:

"عبد العزیز خاں عاصی بریلوی مؤلف تاریخ روہیل کھنڈ سے نام میں التباس ہوا، شاہنواز خاں نے مآثر الامرا میں "شیخ شاہ دانا" کا ذکر کیا ہے جس نے اکبر بادشاہ کے خلاف خروج کیا تھا، یہ لڑائی نواح سنبھل میں ہوئی تھی اور سنبھل کے فوجدار عین الملک مرزائی نے اس کو فرو کیا تھا، مقبرے کی ہشت پہلو تعمیر دیگر امور کے علاوہ اس کے عہد تغلق میں واقع ہونے کا ثبوت ہے"

ہم جب شاہی طرزہاے تعمیر پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ہشت پہلو تعمیر واقعی عہد تغلق کا حصہ ہے، بعد کی تعمیرات اس سے جدا رہیں، مثلاً صہبا وحیدر قمطراز ہیں:

"ہشت پہلو عمارتوں کا تصور یوں تو غیاث الدین تغلق کے عہد میں رائج ہو چکا تھا

لیکن اس تصور کو مقبول بنانے اور تعمیریات کے نقطۂ نگاہ سے اس میں دور رس تبدیلیاں لانے کا اتصاف سلطان محمد تغلق ہی کو حاصل ہوتا ہے“

چند سطور بعد لکھتی ہیں:

”محمد تغلق کے زمانے میں اکثر عمارتیں مثمن خانوں کی حامل رہی ہیں اگرچہ کہ ان کی مثالیں سوائے ایک دو کے اب باقی نہیں رہیں لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی کثرت نہیں تھی... **سلطان محمد تغلق کے ساتھ تاریخ کی سب سے بڑی ستم ظریفی یہ رہی ہے کہ اس کے کارنامے دوسروں سے منسوب ہوگئے“**

(ہندی اسلامی فن تعمیر عہد سلطنت میں، ص:۷۹-۲۸۳، اردو اکادمی دہلی)

پروفیسر سید لطیف حسین ادیب ایک مقام پر لکھتے ہیں:

”بریلی میں ہشت پہلو طرز تعمیر کا دیگر نمونہ مقبرہ سید حبیب شاہ بازار شہامت گنج میں ملتا ہے، جو مقبرہ شاہ دانا ولی سے جانب جنوب تھوڑے فاصلے پر واقع ہے، شاہ دانا ولی کو سید حبیب شاہ کا ہمعصر بتایا جاتا ہے“

(مقالہ ”بریلی کے کتبات“ مشمولہ معارف نومبر ۱۹۹۵ء)

تذکرۂ شعراے بریلی کے مقدمہ [ص:۵۳] میں مرقوم ہے:

”ہشت پہلو مزار چودھویں صدی عیسوی کے طرز تعمیر کے مطابق ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ دور اکبر کے بجائے دور محمد تغلق کے بزرگ ہیں، **ان کی قبر بھی کوہانی ہے جو مغلوں سے پہلے مروج تھی**، مقبرہ کی مرمت اور ضروری تعمیر راجہ مکرند رائے نے کرائی تھی“

پس کتبے اور طرز تعمیر سے بخوبی واضح ہوا کہ حضرت شاہ دانا علیہ الرحمہ آٹھویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں، جب یہ امر متیقن ہوا تو صاحبان مداریہ کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ شاہ دانا ولی حضرت قطب المدار قدس سرہ کے خلیفہ ہیں، چوں کہ حضرت مدار پاک آٹھویں صدی ہجری بعہد تغلق باحیات تھے، آپ کا وصال ۸۳۸ھ مطابق ۱۴۳۴ء مکن پور شریف میں ہوا، یہاں بھی صاحب تاریخ روہیل کھنڈ پھسلے ہیں، جسے ہم آگے بیان کریں گے، اس سے قبل اس امر میں گفتگو کرتے ہیں کہ بریلی میں آبادکاری کب ظہور پذیر ہوئی۔

دی ٹائمز آف انڈیا نے ۱۵/ دسمبر ۲۰۱۸ء میں ایک رپورٹ شائع کی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بریلی میں آثار قدیمہ کے نشانات ملے ہیں، چناں چہ رپورٹ میں ہے:

"The ancient history development had carried out exacavation work at Abhaypur village in pilibhit district a few years ago.similarly it had received approval from state government for exacavation in Pachaumi village in Faridabad over the years,the residents of Pachaumi village have unearthed rare idols belonging to Gupta period and historians believe that more valuable artefacts might be found in the village"

یہ رپورٹ بتاتی ہے کہ جب بریلی کے موضع پیچومی میں کھدائی کی گئی، تو قدیم تہذیب کے کھلونے دریافت میں آئے، ہسٹرینز انھیں نہایت قیمتی تصور کرتے ہیں اور ان کا تعلق گپتا عہد سے جوڑتے ہیں، گپتا سلطنت قبل مسیح یعنی آج سے دو ہزار سال قبل کا زمانہ ہے۔

علاوہ ازیں بریلی سٹی ریلوے اسٹیشن کے جنوب مغرب میں تقریباً پانچ کلومیٹر دور اونچا گاوں میں کھدائی کے دوران ایسے آثار برآمد ہوئے، جن کا تعلق انڈس ویلی یا ہڑپن تہذیب سے ہے مثلاً: پختہ برتن، بیج، ہتھیار، اوزار، کھلونے، زیورات، چولھے وغیرہ۔ اس عہد کا دورانیہ ۲۳۰۰ ق م سے ۷۰۰ ق م کے مابین ہے، یہ کھدائی ایک ماہر آثار قدیمہ ابھے بابو نے کرائی تھی، جس کا حوالہ نرنکار دیو سیوک نے اپنے ہندی زبان میں مضمون "پانچال کے پورو اتہاس کی ایک کھوج" میں دیا ہے، یہ مضمون اخبار امر اجالا کے کمایوں نمبر بابت نومبر ۱۹۷۴ء میں موجود ہے۔

نیز ڈاکٹر ونود چند سنہا پراچین بھارت کا اتہاس [ص: ۶۲-۶۳] میں لکھتے ہیں:

"اہی چھترا ضلع بریلی کی تحصیل آنولہ کے گاوں رام نگر میں واقع ہے، اہی چھترا میں آدی کوٹ کے کھنڈ اور پارس ناتھ جی کا جین مندر عہد قبل مسیح کے ہیں"

اسی طرح تیرہویں اور چودھویں عیسویں میں بریلی میں اہیر آباد تھے، بدری دت پانڈے ان صدیوں کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"وہاں پر بڑا جنگل تھا، اہیر لوگ رہتے تھے، بریلی کا نام اس وقت پٹہ اہیر ان تھا، وہاں کے مالک اہیر تھے، یہ زبردست لڑاکے تھے، جب تیمور کے ہاتھ بھارت ورش آیا تو اس نے ترہٹ کے راجا کھرک سنگھ اور ہری سنگھ کو انھیں دبانے کو بھیجا، یہ راجا کھیڑ یا جاتی کے تھے، ان کے نام سے پچمانت کھیڑیا یا کیٹھیڑ کہلایا، بعد کو روہیلوں کے آنے سے یہ روہیل کھنڈ کہلایا" (کمایوں کا اتہاس، ص:۵۷)

اسی طرح روہیل کھنڈ یونیورسٹی کے شعبہ آثار قدیمہ نے کئی مقامات پر کھدائی (exacavation) کے دوران بہت سے خلاصے کیے جن کا تعلق قبل مسیح یا بعد مسیح قدیم تہذیبوں سے تھا، لہٰذا صاحب تاریخ روہیل کھنڈ کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ بریلی ۱۵۳۷ء کو آباد ہوئی بلکہ اس تاریخ میں اس شہر کو بریلی سے یاد کیا گیا، آبادی کے آثار سقوط و زوال کے باوجود ہر دور میں پائے گئے، پس کتب مداریہ میں تحریر کرنا کہ حضرت مدار پاک قدس سرہ نے بوقت وصال حضرت شاہ دانا ولی کو بریلی میں تعینات فرمایا درست اور صحیح ہے، جسے بعد میں تذکرہ نگاروں نے بریلی کے عرفی نام سے ذکر کر دیا۔ المعروف کالمشروط۔

صاحبان مداریہ کے موقف کی تائید اس قلمی ماخذ سے بھی ہوتی ہے، چناں چہ شیخ ابو سعید علیہ الرحمہ مدار پاک کے خلفا کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"مریدان آنحضرت بیشمار است و خلفاء نامدار بسیار... و شاہ دانا کہ اورا محبوب دانا نیز میگفتند در بریلی"

(رسالۂ ابو سعید، ص:۴۶، قلمی)

بر سبیل تذکرہ صاحب تاریخ روہیل کھنڈ کے مزید ایک تسامح پر روشنی ڈالتا ہوں، جناب موصوف نے لکھا ہے:

"شاہ بدیع الدین مدار شیخ طیفور بسطامی کے مرید اور تاریخ وصال ۲۰/ دسمبر ۱۴۳۴ء، ۱۲۴/ سال کی عمر میں وصال ہوا" (ص:۳۱۹)

سب جانتے ہیں کہ شیخ طیفور بسطامی حضرت بایزید بسطامی کی ذات ہے، جن کا اصل نام طیفور بن عیسی ہے، ملک شام سے نسبت رہی ہے، اسی لیے شامی بھی کہا جاتا ہے، شیخ عبد الغنی نابلسی نے اپنے سفر نامۂ شام و حجاز الحقیقۃ والمجاز میں ان کے ایک معبد کا تذکرہ کیا ہے جو ملک شام میں ہے،

آپ کا سنہ وصال ۲۶۱ھ ہے۔ متذکرہ بالا عبارت میں مصنف موصوف ایک جانب لکھتے ہیں کہ حضرتِ مدار پاک شیخ طیفور بسطامی کے مرید ہیں اور دوسری طرف حضرت قطب المدار کی عمر ۱۲۴ر سال متعین کرتے ہیں، ایں چگونہ ممکن ست کہ حضرت بایزید بسطامی سے شرف ارادت رکھنے والا ۸۳۸ھ میں وصال پاکر ۱۲۴ر سال کی عمر پائے۔ اس سے معلوم پڑتا ہے کہ صاحب تاریخ روہیل کھنڈ نے بہت عجلت سے کام لیا ہے۔

اب ایک بات مزید عرض کر کے مقالے کا اختتام کرتا ہوں، مزار حضرت شاہ دانا ولی علیہ الرحمہ کے سجادہ نشین سید عرفان علی کا نقل فرمودہ ایک قلمی رقعہ میرے سامنے سے گزرا، جس کی گنجلک سطریں بھی اس بات کی مؤید ہیں کہ حضرت شاہ دانا ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے بزرگ جلیل ہین، نوشتہ ذیل میں مذکور ہے:

"نقل مطابق اصل ہیں

حضرت شاہ دانہ ولی صاحب عرف سید جلال۔۔۔احمد ولد سید جمال الدین صاحب بمقام۔۔۔سے بتاریخ ۶۶۰ ہجری میں بریلی تشریف لائے تھے۔۔۔۔۔سید محمد علی کے مکان پر ۷۳۱ ہجری میں وصال ہو گیا۔

بقلم سید عرفان علی ولد سید مسیت علی صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ دانہ صاحب۔"

مجھے امروہہ کے بعض احباب سے معلوم ہوا کہ امروہہ کی ایک خانقاہ انھیں شیخ محمد ابّن بن بدر چشت کا خلیفہ مانتی ہے، جن کا تعلق عہد اکبری سے ہے تو اولا سابقہ مدلل تفصیل اس کے منافی ہے، تاہم ان کے پیش کردہ مآخذ تذکرہ بدر چشت وغیرہ میں بغیر کسی دلیل کے اس بات کو درج کیا گیا ہے، بہت ممکن ہے کہ ان حضرات کو بھی شاہ دانا کے نام میں التباس ہوا ہے، شیخ ابن بدر چشت قدس سرہ کے خلیفہ کوئی دیگرے شخص ہیں۔

محمد ہاشم علی بدیعی مصباحی

۲۱ر نومبر ۲۰۲۳ء بروز سہ شنبہ

پنڈت دین دیال سنگھ پبلک لائبریری

misbahimohdhashim@gmail.com

مصادر:

- بریلی کے کتبات / پروفیسر سید لطیف حسین ادیب / معارف نومبر دسمبر ۱۹۹۵ء
- کمایوں کا اتہاس / بدری دت پانڈے
- تاریخ روہیل کھنڈ / عبدالعزیز عاصی بریلوی / مکتبہ علم و فکر کراچی
- رسالہ ابو سعید / مولوی ابو سعید / قلمی نسخہ
- دی ٹائمز آف انڈیا / دسمبر ۲۰۱۸ء
- پراچین بھارت کا اتہاس / ڈاکٹر ونود چند سنہا
- اخبار امر اجالا / نومبر ۱۹۷۴ء
- ہندی اسلامی فن تعمیر عہد سلطنت میں / صہبا وحید / اردو اکادمی دہلی
- بریلی کی تاریخی عمارتیں / سید لطیف حسین ادیب / نومبر ۲۰۰۱ء
- مقدمہ مثنوی نگارستان عشق / شیخ عطا حسین خان عطا بریلوی / مرتبہ ڈاکٹر اختر مصطفی
- تذکرہ شعرائے بریلی / سید لطیف حسین ادیب / ایلانڈ بکس نئی دہلی
- خطی رقعہ / بقلم سید عرفان علی صاحب سجادہ درگاہ حضرت شاہ دانا۔

نوٹ:واضح رہے کہ اس تحریر میں حضرت سید احمد بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ کے خلفا و سلسلہ خلافت اور سنہ ولادت پر عمدا کوئی تفصیلی و تدلیلی تبصرہ نہیں کیا گیا ہے،آپ کے سنہ ولادت اور خلفا پر تفصیلی و تحقیقی گفتگو حاصل کرنے کے لیے مصنف کی کتاب تذکرۂ مشایخ مداریہ کی طرف رجوع کریں۔

دوسری اہم بات یہ کہ مآخذ مداریہ و دیگر مصادر میں یہ صراحت ملتی ہے کہ حضرت شاہ دانا علیہ الرحمہ حضرت قطب المدار کے خلیفہ تھے،مثلا ڈاکٹر عاصم اعظمی صاحب کی کتاب تذکرۂ مشایخ عظام میں حضرت قطب المدار کے خلفا میں ایک نام سید جلال الدین بخاری بریلی شریف کا بھی ہے،اسی طرح ولیم کروک کی تحریر کردہ کتاب این-ڈبلیو پرووِنسس اینڈ اودھ 1890ء میں حضرت قطب المدار کے خلفا میں Shah Dana in Bariely لکھا ہوا ہے،علاوہ ازیں باقی تفصیل حضرت مقتدا حسین جعفری کی کتاب دانائے حقیقت میں درج ہے،ان سب کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔